بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ تفسیر قرآن (پارہ نمبر:19)

انسیویں سپارے میں تین سورتیں بیان ہوئی ہیں: سورۃ الفرقان، سورۃ الشعراء اور سورۃ النمل۔

سورۃ الفرقان

سورۃ الفرقان، مکی دور کے درمیانے حصے میں نازل ہوئی ہے، اس میں مشرکین مکہ کی طرف سے قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جو اعتراضات کئے جا رہے تھے، آفاقی اور انفسی دلائل کے ساتھ ان کا رد، اور ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دیئے گے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تعارف اور مشرکین کے خودساختہ معبودوں کی بے بسی کا نقشہ:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تعارف اور مشرکین کے خود ساختہ معبودوں کی بے بسی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا (سورة الفرقان:1-3)

بہت برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فیصلہ کرنے والی (کتاب) اتاری، تاکہ وہ جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔ وہ ذات کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس نے نہ کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک رہا ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا اندازہ مقرر کیا، پورا اندازہ۔ اور انھوں نے اس کے سوا کئی اور معبود بنا لیے، جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور اپنے لیے نہ کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ نفع کے اور نہ کسی موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ اٹھائے جانے کے۔

قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر مشرکین کے اعتراضات اور ان کے جوابات:

قرآن اس ذات کا کلام ہے جو کائنات کے راز جانتا ہے۔ کافر کہتے تھے کہ محمد ﷺ نے قرآن خود گھڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا(سورة الفرقان:4-6)

اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، یہ نہیں ہے مگر ایک جھوٹ، جو اس نے گھڑ لیا اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس پر اس کی مدد کی، سو بلاشبہ وہ ایک ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں۔ اور انھوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جو اس نے لکھوالی ہیں، تو وہ پہلے اور پچھلے پہر اس پر پڑھی جاتی ہیں۔ تو کہہ اسے اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین میں سب پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ بے شک وہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

یعنی قرآن مجید میں جس قدر علم اور گہری معلومات ہیں، یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان ایسا کلام بنا سکے۔ اس میں کائنات کے ان رازوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے، کسی انسان کے لیے ان رازوں تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے۔

رسول کے انسان ہونے کا مسئلہ:

کافر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ کیسے اللہ کا رسول ہوسکتا ہے، یہ تو عام انسانوں کی طرح کھاتا، پیتا ہے، اور بازاروں میں جا کر ضرورت کی چیزیں خریدتا ہے۔ مشرکین کے اس اعتراض کا اس سے پہلے کئی مرتبہ جواب دیا جا چکا ہے، اس لیے یہاں انھیں دھمکی دی گئی ہے کہ یہ اعتراض بار بار کرنے سے ان کا مقصد درحقیقت انکار کرنا ہے۔

وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًاإِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا

وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا قُلْ أَذَلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ كَانَ عَلَى رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا (سورۃالفرقان: 7۔16)

اور انھوں نے کہا اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے کہا تم تو بس ایسے آدمی کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔ دیکھ انھوں نے تیرے لیے کیسی مثالیں بیان کیں، سو گمراہ ہو گئے، پس وہ کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔ بہت برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تیرے لیے اس سے بھی بہتر بنا دے ایسے باغات جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہیں اور تیرے لیے کئی محل بنا دے۔ بلکہ انھوں نے قیامت کو جھٹلا دیا اور ہم نے اس کے لیے جو قیامت کو جھٹلائے، ایک بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ انھیں دور جگہ سے دیکھے گی تو وہ اس کے لیے سخت غصے کی اور گدھے کی سی آواز سنیں گے۔ اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں آپس میں جکڑے ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہاں کسی نہ کسی ہلاکت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہلاکت کو مت پکارو، بلکہ بہت زیادہ ہلاکتوں کو پکارو۔ کہہ دے کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشگی کی جنت، جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ان کے لیے بدلہ اور ٹھکانا ہوگی۔ ان کے لیے اس میں جو چاہیں گے ہوگا، ہمیشہ رہنے والے، یہ تیرے رب کے ذمے ہو چکا، ایسا وعدہ جو قابل طلب ہے۔

○ مزید فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَى يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا (سورۃ الفرقان: 20۔23)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر بلاشبہ وہ یقینا کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تمھارے بعض کو بعض کے لیے ایک آزمائش بنایا ہے۔ کیا تم صبر کرو گے؟ اور تیرا رب ہمیشہ سے سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے، یا ہم اپنے رب کو دیکھتے؟ بلاشبہ یقینا وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور

انھوں نے سرکشی اختیار کی، بہت بڑی سرکشی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کے لیے خوشی کی کوئی خبر نہ ہوگی اور کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) ایک مضبوط آڑ ہو۔ اور ہم اس کی طرف آئیں گے جو انھوں نے کوئی بھی عمل کیا ہوگا تو اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔

قیامت کے روز مشرکین کے معبود کو حاضر کیا جائے گا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا (سورة الفرقان:17۔19)

اور جس دن وہ انھیں اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے، اکٹھا کرے گا، پھر کہے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا، یا وہ خود راستے سے بھٹک گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے، ہمارے لائق نہ تھا کہ ہم تیرے سوا کسی بھی طرح کے دوست بناتے اور لیکن تو نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو سامان دیا، یہاں تک کہ وہ (تیری) یاد کو بھول گئے اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ سو انھوں نے تو تمھیں اس بات میں جھٹلا دیا جو تم کہتے ہو، پس تم نہ کسی طرح ہٹانے کی طاقت رکھتے ہو اور نہ کسی مدد کی اور تم میں سے جو ظلم کرے گا ہم اسے بہت بڑا عذاب چکھائیں گے۔

مخالفین کی قیامت کے روز حالت:

آج تکبر سے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کل قیامت کے روز رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ دینے پر اپنے ہاتھ کاٹ رہے ہوں گے:

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا (سورة الفرقان:25۔29)

اور جس دن آسمان بادل کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے، لگاتار اتارا جانا۔ اس دن حقیقی بادشاہی رحمان کی ہوگی اور کافروں پر وہ بہت مشکل دن ہوگا۔ اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ

دانتوں سے کاٹے گا، کہے گا اے کاش! میں رسول کے ساتھ کچھ راستہ اختیار کرتا۔ ہائے میری بربادی! کاش کہ میں فلاں کو دلی دوست نہ بناتا۔ بے شک اس نے تو مجھے نصیحت سے گمراہ کر دیا، اس کے بعد کہ میرے پاس آئی اور شیطان ہمیشہ انسان کو چھوڑ جانے والا ہے۔

قیامت کے دن رسول رحمت ﷺ کچھ لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے:

ہمارے ہاں مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت بلکہ پوری انسانیت کی سفارش فرمائیں گے، یہ بالکل برحق ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے خلاف بھی گواہ بن کر کھڑے ہوں گے۔ اگر امت کے حق میں سفارش کریں گے اور امت کی اکثریت کو بخش دیا جائے گا، ان لوگوں کی بدبختی کا اندازہ لگائیں جن کے خلاف رسول رحمت ﷺ سفارش کر رہے ہوں گے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (سورة الفرقان: 30)

اور رسول کہے گا اے میرے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑا ہوا بنا رکھا تھا۔

قرآن مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیوں ہوا؟:

قرآن مجید تیئیس سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا، اس پر کافر اعتراض کرتے تھے کہ قرآن مجید ایک ہی بار نازل کیوں نہیں ہوا، تھوڑا تھوڑا جو نازل ہو رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ خود بناتے ہیں، جتنا بن جاتا ہے، لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ خود مسلمانوں کی بھی خواہش تھی کہ قرآن ایک ہی بار سارا نازل ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًاوَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا (سورة الفرقان:32-33)

اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، یہ قرآن اس پر ایک ہی بار کیوں نہ نازل کر دیا گیا؟ اسی طرح (ہم نے اتارا) تاکہ ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا، خوب ٹھہر کر پڑھنا۔ اور وہ تیرے پاس کوئی مثال نہیں لاتے مگر ہم تیرے پاس حق اور بہترین تفسیر بھیج دیتے ہیں۔

دعوت جہادِ کبیر ہے:

اللہ تعالیٰ دعوت کو جہاد کبیر کہا ہے، کیونکہ دشمن کے خلاف جہاد کا موقع کبھی کبھی ملتا ہے اور دشمن کے خلاف لڑنے کی ہر شخص طاقت نہیں رکھتا، جبکہ دعوت ہر شخص اپنے متعلقہ لوگوں کو دے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا (سورة الفرقان:52)

پس تو کافروں کا کہنا مت مان اور اس کے ساتھ ان سے جہاد کر، بہت بڑا جہاد۔

عبادالرحمن کی صفات:

سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے عبادالرحمن کے اخلاق اور کردار کا ایک نقشہ کھینچ کر عوام کے سامنے رکھا ہے، کہ اس سیرت و کردار کے لوگ ہیں، جو محمد ﷺ کی تعلیمات سے تیار ہوئے ہیں، اس کے برعکس وہ نمونہ اخلاق بھی دیکھیں جو عام عربوں میں پایا جاتا ہے اور جسے برقرار رکھنے کے لیے جاہلیت کے علمبردار ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ پھر خود فیصلہ کرو کہ دونوں نمونوں میں سے کونسا بہتر ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا (سورة الفرقان:62۔75)

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا، اس کے لیے جو چاہے کہ نصیحت حاصل کرے، یا کچھ شکر کرنا چاہے۔ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔ بے شک اس کا عذاب ہمیشہ چمٹ جانے والا ہے۔ بے شک وہ بری ٹھہرنے کی جگہ اور اقامت کی جگہ ہے۔ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا۔ اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل کیا ہوا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل کیا، نیک عمل تو یہ لوگ ہیں جن کی برائیاں اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ ہمیشہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو یقیناً وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، سچا رجوع کرنا۔ اور وہ جو جھوٹ میں شریک نہیں ہوتے اور جب بے ہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو باعزت گزر جاتے ہیں۔ اور وہ کہ جب انھیں ان کے رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کی جائے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔ ان لوگوں کو جزا میں بالاخانہ دیا جائے گا، اس لیے کہ انھوں نے صبر کیا اور اس میں ان کا استقبال زندگی کی دعا اور سلام کے ساتھ کیا جائے گا۔

سورۃ الشعراء

سورۃ الشعراء مکی دور کے وسط میں نازل ہوئی، جب اہل مکہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے مقابلے میں انکار کرتے، اور طرح طرح کے بہانے تراشتے تھے، کبھی کہتے کہ آپ کوئی بڑی نشانی تو لائے نہیں، کبھی کہتے کہ یہ شاعر ہیں، اور کبھی کہتے کہ یہ کاہن ہے۔ دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی حالت یہ ہے کہ آپ انسانوں کو جہنم میں جاتا دیکھ کر غم میں گھلے جارہے ہیں۔

کفار کے انکار پر غم نہ کرنے کا حکم:

رسول اللہ ﷺ انسانیت کے بارے میں نہایت رحم دل اور ان کی ہدایت پر حریص تھے، اس لیے جب کفار کے انکار کو دیکھتے، تو آپ کو سخت قلق ہوتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

طسم تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (سورة الشعراء1-6)

طسم۔ یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔ شاید تو اپنے آپ کو ہلاک کرنے والا ہے، اس لیے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتار دیں، پھر اس کے سامنے ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں۔ اور ان کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نصیحت نہیں آتی جو نئی ہو، مگر وہ اس سے منہ موڑنے

والے ہوتے ہیں۔ پس بے شک وہ جھٹلا چکے، سوان کے پاس جلد ہی اس چیز کی خبریں آ جائیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

سابقہ انبیاء کی مثالیں:

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے انبیاء کو بھی ان کی قوموں نے جھٹلایا تھا، بلکہ انھیں بھی اپنے قتل کا ڈر لگا رہتا تھا۔

وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَى أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلَا يَتَّقُونَ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى هَارُونَ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ (سورة الشعراء 10-15)

اور جب تیرے رب نے موسیٰ کو آواز دی کہ ان ظالم لوگوں کے پاس جا۔ فرعون کی قوم کے پاس، کیا وہ ڈرتے نہیں۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔ اور میرا سینہ تنگ پڑتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی، سو تو ہارون کی طرف پیغام بھیج۔ اور ان کا میرے ذمے ایک گناہ ہے، پس میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ فرمایا ہرگز ایسے نہ ہوگا، سو تم دونوں ہماری نشانیوں کے ساتھ جاؤ، بے شک ہم تمھارے ساتھ خوب سننے والے ہیں۔

کافر اور مومن کی سوچ کا فرق:

ایمان کوئی معمولی چیز نہیں ہے، یا توحید کا اقرار صرف یہ نہیں ہے کہ انسان اللہ کو اپنا خدا اور معبود مان لے، اور بس، بلکہ ایمان انسان کی سوچ بدل دیتا ہے، صاحب ایمان جس طرح اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتا، اور اپنا مالک وخالق صرف اللہ کو مانتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ کے علاوہ دنیا کی ہر طاقت سے بے پراہ اور ہر ظالم سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں جا کر اپنی دعوت پیش کی اور تصدیق کے لیے معجزات دیکھائے، تو فرعون نے کہا:

يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ(سورة الشعراء 35-42)

جو چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ساتھ تمھیں تمھاری سرزمین سے نکال دے، تو تم کیا حکم دیتے ہو؟ انھوں

نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو مؤخر رکھ اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے۔ کہ وہ تیرے پاس ہر بڑا جادوگر لے آئیں، جو بہت ماہرِ فن ہو۔ تو جادوگر ایک مقرر دن کے طے شدہ وقت کے لیے جمع کر لیے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہونے والے ہو؟ شاید ہم ان جادوگروں کے پیروکار بن جائیں، اگر وہی غالب رہیں۔ پھر جب جادوگر آ گئے تو انھوں نے فرعون سے کہا کیا واقعی ہمارے لیے ضرور کچھ صلہ ہوگا، اگر ہم ہی غالب ہوئے؟ کہا ہاں اور یقیناً تم اس وقت ضرور مقرب لوگوں سے ہوگے۔

○ یعنی جادوگر فرعون کے سامنے جھکے ہوئے تھے، اس سے اجرت کا مطالبہ کر رہے تھے اور ان کے لیے یہی اجرت کافی تھی کہ فرعون مصر کے مقربین میں شامل ہو جائیں گے۔ اور جب مقابلہ شروع ہوا تو کہنے لگے:

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ (سورة الشعراء: 44)

تو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں اور انھوں نے کہا فرعون کی عزت کی قسم! بے شک ہم، یقیناً ہم ہی غالب آنے والے ہیں۔

○ پھر جب انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا اور عصا موسیٰ ان کے سارے جادو کو چٹ کر گیا، تو ان کے پاس ماننے بغیر کوئی چارا ہی نہیں تھا، وہ ایمان لے آئے۔ تب فرعون نے انھیں دھمکی دیتے ہوئے کہا:

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (سورة الشعراء: 49)

کہا تم اس پر ایمان لے آئے، اس سے پہلے کہ میں تمھیں اجازت دوں، بلاشبہ یہ ضرور تمھارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے، سو یقیناً تم جلدی جان لو گے، میں ضرور ہر صورت تمھارے ہاتھ اور تمھارے پاؤں مخالف سمت سے بری طرح کاٹوں گا اور یقیناً تم سب کو ضرور بری طرح سولی دوں گا۔

○ جب ایمان لے آئے، تو وہی غریب جادوگر اس قدر طاقتور اور بے خوف ہو گئے، کہ فرعون کے منہ پر کہنے لگے:

قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ (سورة الشعراء: 50-51)

انھوں نے کہا کوئی نقصان نہیں، بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ بے شک ہم لالچ رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے لیے ہماری خطائیں معاف کرے گا، اس لیے کہ ہم سب سے پہلے ایمان

لانے والے بنے ہیں۔

یہ ایمان کی طاقت ہے۔ جو باطل کے سامنے ڈٹ نہیں سکتا، اس کا ایمان درست نہیں ہے۔ آج بھی جن میں ایمان موجود ہے، ساری دنیا ان کے مخالف ہے، مگر وہ بے خوف ہو کر ڈٹے ہوئے ہیں۔

بنی اسرائیل کی ہجرت:

جب فرعون اور اس کے سردارانِ حکومت نے موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو رد کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے اندھیرے میں مصر سے نکل جائیں۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَأَتْبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَفَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرَكُونَ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ وَأَنْجَيْنَا مُوسَى وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (سورة الشعراء:52-68)

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کو لے چل، یقیناً تمھارا پیچھا کیا جائے گا۔ تو فرعون نے شہروں میں اکٹھا کرنے والے بھیج دیے۔ کہ بے شک یہ لوگ تو ایک تھوڑی سی جماعت ہیں۔ اور بلاشبہ یہ ہمیں یقیناً غصہ دلانے والے ہیں۔ اور بے شک ہم یقیناً سب چوکنے رہنے والے ہیں۔ تو ہم نے انھیں باغوں اور چشموں سے نکال دیا۔ اور خزانوں سے اور عمدہ جگہ سے۔ ایسے ہی ہوا اور ہم نے ان کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا۔ تو انھوں نے سورج نکلتے ان کا پیچھا کیا۔ پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا بے شک ہم یقیناً پکڑے جانے والے ہیں۔ کہا ہرگز نہیں! بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے ضرور راستہ بتائے گا۔ تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار، پس وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا بہت بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ اور وہیں ہم دوسروں کو قریب لے آئے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور جو اس کے ساتھ تھے، سب کو بچا لیا۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا۔ بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔ اور بے شک تیرا رب، یقیناً وہی سب پر غالب، بے حد رحم والا ہے۔

○اس واقعہ سے ایک طرف سرداران مکہ کو ان کے انجام سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ فرعون جیسا بڑا بادشاہ دعوت کو توحید کو ٹھکرانے اور بنی اسرائیل پر ظلم کرنے کی پاداش میں ہمارے عذاب کا شکار ہو گیا، اگر تم نے بھی محمد ﷺ کی دعوت کو تسلیم نہ کیا اور مسلمانوں پر ظلم بند نہ کیا، تو تمھیں بھی فرعون کے انجام دے دوچار ہونا پڑے گا۔ دوسری طرف مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم بادشاہ سے نجات عطا فرمائی، اسی طرح تمھیں بھی اہل مکہ کے ظلم و ستم سے نجات دی جائے گی، مگر اس کے لیے تمھیں کچھ وقت صبر کرنا پڑے گا۔

ابراہیم علیہ السلام کا معبودان باطلہ سے کھلم کھلا دشمنی کا اعلان:

ایک مومن جب خالق کائنات سے اپنا تعلق جوڑ لیتا ہے، تو پھر اسے کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ(سورة الشعراء: 70_77)

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم کچھ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس انھی کے مجاور بنے رہتے ہیں۔ کہا کیا وہ تمھیں سنتے ہیں، جب تم پکارتے ہو؟ یا تمھیں فائدہ دیتے، یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے کہا بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کہ وہ ایسے ہی کرتے تھے۔ کہا تو کیا تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے۔ تم اور تمھارے پہلے باپ دادا۔ سو بلاشبہ وہ میرے دشمن ہیں، سوائے رب العالمین کے۔

قرآن شیطانوں کا نازل کردہ نہیں ہے:

کافر محمد ﷺ پر یہ تہمت لگاتے تھے کہ جس طرح شیاطین کاہنوں کے پاس طرح طرح کی خبریں لاتے ہیں، محمد ﷺ کوئی اللہ کے مبعوث کردہ نبی نہیں ہیں، بلکہ وہی شیاطین ان پر یہ کلام نازل کر رہے ہیں، اور بعض کہتے تھے کہ نہیں محمد شاعر ہے، اور خود کلام بناتا ہے، لیکن عزت حاصل کرنے کے لیے خود کو اللہ کا نبی کہتا ہے، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ فَلَا تَدْعُ

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ (سورة الشعراء: 226_210)

اور اسے لے کر شیاطین نہیں اترے۔اور نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ وہ یہ کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تو سننے ہی سے الگ کیے ہوئے ہیں۔سوتو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکار، ورنہ تو عذاب دیے جانے والوں سے ہو جائے گا۔اور اپنے سب سے قریب رشتہ داروں کو ڈرا۔اور اپنا بازو اس کے لیے جھکا دے جو ایمان والوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ پھر اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے کہ بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم کرتے ہو۔اور اس سب پر غالب، نہایت رحم والے پر بھروسا کر۔ جو تجھے دیکھتا ہے، جب تو کھڑا ہوتا ہے۔اور سجدہ کرنے والوں میں تیرے پھرنے کو بھی۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔کیا میں تمھیں بتاؤں شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر زبردست جھوٹے، سخت گنہگار پر اترتے ہیں۔ وہ سنی ہوئی بات لا ڈالتے ہیں اور ان کے اکثر جھوٹے ہیں۔اور شاعر لوگ، ان کے پیچھے گمراہ لوگ لگتے ہیں۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں۔اور یہ کہ بے شک وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

یعنی محمد ﷺ میں نہ تو کاہنوں والی کوئی علامت پائی جاتی ہے اور نہ شاعروں والی، تو پھر یہ الزام تم کس بنیاد پر لگا رہے ہو۔

سورۃ النمل

نمل عربی زبان میں چیونٹی کو کہتے ہیں، اس میں چیونٹیوں کا ذکر آیا، اس لیے اس سورت کا نام النمل رکھا گیا ہے۔ یہ بھی مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کے درمیانے دور میں نازل ہوئی۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سورۃ الشعراء، النمل اور اگلی سورۃ القصص اسی ترتیب سے نازل ہوئی تھیں۔

○ سورۃ الشعراء میں حق بات کو جھٹلانے والوں کا تذکرہ ہے، اس سورۃ میں ان کے برعکس حق کو ماننے والوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس سورت میں سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہما السلام اور ان پر اللہ کے انعامات کا بطور خاص تذکرہ کیا گیا ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ (سورة النمل: 15-17)

اور بلا شبہ یقینا ہم نے داؤد اور سلیمان کو ایک علم دیا اور ان دونوں نے کہا تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔ اور سلیمان داؤد کا وارث بنا اور اس نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمیں ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ بے شک یہ یقینا یہی واضح فضل ہے۔ اور سلیمان کے لیے اس کے لشکر جمع کیے گئے، جو جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے تھے، پھر وہ الگ الگ تقسیم کیے جاتے تھے۔

چیونٹی کا واقعہ:

سلیمان علیہ السلام کو جو اللہ نے تمام چیزوں پر حکمرانی عطا کی تھی اور ان کی زبانیں سمجھنے کی صلاحیت دی تھی، اس کا تذکرہ کیا۔

حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (سورة النمل: 18-19)

یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور اس کے لشکر تمھیں کچل نہ دیں اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں۔ تو وہ اس کی بات سے ہنستا ہوا مسکرایا اور اس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں، جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور یہ کہ میں نیک عمل کروں، جسے تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

ہدہد اور قوم سبا:

توحید الٰہی اتنی عام چیز ہے کہ جانور تک اسے سمجھتے اور مانتے ہیں۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس تمام قسم

کے جانور رہتے تھے اور وہ ان سے اپنے کام کرواتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو غائب پایا، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ (سورة النمل:20-27)

اور اس نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا مجھے کیا ہے کہ میں فلاں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا، یا وہ غائب ہونے والوں سے ہے۔ یقیناً میں اسے ضرور سزا دوں گا، بہت سخت سزا، یا میں ضرور ہی اسے ذبح کر دوں گا، یا وہ ضرور ہی میرے پاس کوئی واضح دلیل لے کر آئے گا۔ پس وہ کچھ دیر ٹھہرا، جو زیادہ نہ تھی، پھر اس نے کہا میں نے اس بات کا احاطہ کیا ہے جس کا احاطہ تو نے نہیں کیا اور میں تیرے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ بے شک میں نے ایک عورت کو پایا کہ ان پر حکومت کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال مزین کر دیے ہیں، پس انھیں اصل راستے سے روک دیا ہے، پس وہ ہدایت نہیں پاتے۔ تاکہ وہ اللہ کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو نکالتا ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو عرش عظیم کا رب ہے۔ کہا عنقریب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا، یا تو جھوٹوں سے تھا۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا خط اور ملکہ یمن کا جواب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ قَالُوا نَحْنُ

أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ (سورة النمل:28-37)

میرا یہ خط لے جا، پس اسے ان کی طرف پھینک دے، پھر ان سے لوٹ آ، پس دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ اس (ملکہ) نے کہا اے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط پھینکا گیا ہے۔ بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے، جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔ یہ کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور فرماں بردار بن کر میرے پاس آجاؤ۔ کہا اے سردارو! تم میرے معاملے میں مجھے حل بتاؤ، میں کبھی کسی معاملے کا فیصلہ کرنے والی نہیں، یہاں تک کہ تم میرے پاس موجود ہو۔ انھوں نے کہا ہم بڑی قوت والے اور بہت سخت جنگ والے ہیں اور معاملہ تیرے سپرد ہے، سو دیکھ تو کیا حکم دیتی ہے۔ اس نے کہا بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے خراب کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں سے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور اسی طرح یہ کریں گے۔ اور بے شک میں ان کی طرف کوئی تحفہ بھیجنے والی ہوں، پھر انتظار کرنے والی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لے کر پلٹتے ہیں۔ تو جب وہ سلیمان کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تم مال کے ساتھ میری مدد کرتے ہو؟ تو جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تمھیں دیا ہے، بلکہ تم ہی اپنے تحفے پر خوش ہوتے ہو۔ ان کے پاس واپس جا، اب ہر صورت ہم ان پر ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کے مقابلے کی ان میں کوئی طاقت نہیں اور ہر صورت انھیں اس سے اس حال میں ذلیل کر کے نکالیں گے کہ وہ حقیر ہوں گے۔

ملکہ یمن کا تخت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے قدموں میں:

جب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ تحائف واپس کر دیئے تو اسے سمجھ لگ گئی کہ سلیمان کوئی لالچی بادشاہ نہیں ہے، مزید جب اس نے اپنے سفارت کاروں کی زبان سے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حالات سنے تو اس پر سیدنا سلیمان کا رعب پڑ گیا۔ تب اس نے سوچا کہ مناسب یہ ہے کہ وہ خود ان کی ملاقات کے لیے بیت المقدس جائے۔ چنانچہ وہ اپنے خدم و حشم اور شاہی ساز و سامان کے ساتھ سبا سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئی۔ اس نے دربار سلیمان میں اطلاع بھیج دی کہ میں آپ کی دعوت آپ کی زبان سے سننے اور بالمشافہ گفتگو کے لیے

حاضر ہورہی ہوں ۔ جب ملکہ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئی ،تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اسے سپرائز دینے اوراپنی حیرت انگیز طاقت کا مظاہرہ اسے دیکھانے کے لیےاس کا عظیم الشان تخت لانے کا حکم دیا۔

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ (سورة النمل:38-41)

کہااے سردارو! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لے کر آئے گا،اس سے پہلے کہ وہ فرماں بردار ہو کر میرے پاس آئیں؟ جنوں میں سے ایک طاقتور شرارتی کہنے لگا میں اسے تیرے پاس اس سے پہلے لے آؤں گا کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور بلاشبہ میں اس پر یقیناً پوری قوت رکھنے والا، امانت دار ہوں۔اس نے کہا جس کے پاس کتاب کا ایک علم تھا، میں اسے تیرے پاس اس سے پہلے لے آتا ہوں کہ تیری آنکھ تیری طرف جھپکے۔ پس جب اس نے اسے اپنے پاس پڑا ہوا دیکھا تو اس نے کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے، تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں، یا ناشکری کرتا ہوں اور جس نے شکر کیا تو وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہےاور جس نے ناشکری کی تو یقیناً میرا رب بہت بے پروا، بہت کرم والا ہے۔کہااس کا تخت اس کے لیے بے پہچان کردو، تا کہ ہم دیکھیں کیا وہ راہ پر آتی ہے، یا ان لوگوں سے ہوتی ہے جوراہ نہیں پاتے۔

ملکہ سلیمان علیہ السلام کے محل میں:

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ (سورة النمل:42-43)

پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا یہ تو گویا وہی ہے اور ہم اس سے پہلے علم دیے گئے تھے اور ہم فرماں بردار تھے۔اور اسے اس چیز نے روکے رکھا جس کی عبادت وہ اللہ کے سوا کرتی تھی، بلاشبہ وہ کافر لوگوں میں سے تھی۔

یمن کی زراعت کے مقابلے میں فلسطین صنعت وحرفت کا شہکار:

یمن کی زراعت کے مقابلے میں سلیمان علیہ السلام کا ملک صنعت کاری میں بہت ترقی یافتہ تھا۔خصوصاً شیشہ سازی کی صنعت بڑے عروج پر تھی، جب ملکہ کو محل میں آنے کی دعوت دی، جب وہ محل میں داخل ہوئی

تو دیکھا کہ شائد پانی کا حوض ہے،تو اس نے اپنی شلوار کے پانچے اوپر اٹھا لیے، کہیں بھیگ نہ جائیں، لیکن وہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اسے پانی نے چھوا تک نہیں، دراصل وہ پانی نہیں نفیس ترین شیشہ لگا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام واقعتاً اللہ کے نبی ہیں کہ اتنی عظیم الشان سلطنت کے مالک ہونے کے باوجود ذرا بھی تکبر اور بڑا پن نہیں ہے، بلکہ قدم قدم پر اللہ کے سامنے جھکے چلے جاتے ہیں۔

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(سورة النمل: 44)

اس سے کہا گیا اس محل میں داخل ہو جا۔تو جب اس نے اسے دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھا اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا۔اس نے کہا یہ تو شیشے کا صاف ملائم بنایا ہوا فرش ہے۔اس (ملکہ) نے کہا اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کے لیے فرماں بردار ہو گئی۔

❀❀❀❀❀❀

رائٹر
الشیخ عبدالرحمن عزیز
03084131740
ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی 03086222418
حافظ عثمان بن خالد مرجالوی 03036604440
حافظ طلحہ بن خالد مرجالوی 03086222416